تجارتی سود اور بینک انٹرسٹ
ازروئے قرآن و حدیث
دونوں حرام ہیں

قطب خان اکاؤنٹس آفیسر (ریٹائرڈ)

نام کتاب : تجارتی سود اوربینک انٹرسٹ
دونوں حرام ہیں

مؤلف : قطب خان اکاؤنٹس آفیسر (ریٹائرڈ)

ناشر : زین پرنٹرز اتحاد پلازہ بلیو ایریا
اسلام آباد 0300-5216366

اُردو کمپوزنگ : بابر سلطان 0334-5329248

عربی کمپوزنگ: حسن فاروق 0334-5453088

برائے رابطہ : 0323-8549033
ای میل :
khan.hassan43@gmail.com

فہرستِ مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

سود کھانا نہ صرف حرام ہے بلکہ انسان کی روح کے لئے زہرِ قاتل ہے۔جب تک اکلِ حرام انسان کے پیٹ میں رہتا ہے، انسان کی کوئی عبادت ،کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی ۔اس لئے شیطان چاہتا ہے کہ لوگوں کو کسی نہ کسی طرح سے سود کھلادے۔شیطان جانتا ہے کہ مال و دولت کو بڑھانا، انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے۔شیطان یہ بھی جانتا ہے کہ مال و دولت کو بڑھانے کا آسان ترین اور محفوظ ترین ذریعہ سودی کاروبار ہے۔شیطان یہ بھی جانتا ہے کہ اگر زہر کو زہر کے طور پر پیش کیا جائے تو بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی اس کے نزدیک نہیں جائے گا۔ اگر زہر کو شکر کے طور پر پیش کیا جائے تو اچھے خاصے سیانے بیانے لوگ بھی اس کو کھا لیں گے۔یہی حربہ شیطان شروع سے استعمال کر رہا ہے۔ اس نے حضرت آدم ؑ سے کہا تھا : یٰٓاٰدَمُ ھَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی ۔ (طٰہٰ 120:20) اے آدم ! کیا میں تمہیں خبر دوں دائمی زندگی والے درخت کی اور ایسی بادشاہی کی جسے زوال نہ آئے۔ اس طرح شیطان نے دائمی زندگی اور لازوال بادشاہی کا سبز باغ دکھا کر حضرت آدم و حوا کو شجرِ ممنوعہ کا پھل کھلا دیا۔بنی اسرائیل کے لئے ہفتہ کے

دن مچھلی کا شکار کرنے کی ممانعت تھی ۔اس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اگر سبت کے دن شکار کرنے کی ممانعت ہے تو کیا ہؤا؟ تم دریا کے کنارے تالاب بنا لو۔ ہفتہ کے دن مچھلیوں کو گھیر گھار کر اپنے اپنے تالابوں میں جمع کر لیا کرو اوراتوار کےدن ان کا شکار کر لیا کرو۔یہی حربہ شیطان نے سود کو حلال ٹھہرانے کے لئے اختیار کر رکھا ہے ۔ کبھی وہ کہتا ہے کہ سود تو حرام ہے۔ لیکن تجارتی قرضوں کا سود حرام نہیں ہے ۔کیونکہ قرآن و حدیث میں تجارتی قرضوں کے سود کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ سود تو حرام ہے لیکن یہ وہ سود ہے جو غریبوں اور مسکینوں سے لیا جائے۔کبھی کہتا ہے کہ بینک نہ غریبوں کو قرض دیتے ہیں اور نہ ان سے سود لیتے ہیں ۔ اس لئے بینکوں کے قرضوں کا سود تو شیر مادر کی طرح حلال ہے ۔اس موضوع پر میرے سامنے دو کتابیں ہیں ۔ایک کتاب کا نام ہے "بینک انٹرسٹ منافع یا ربا" یہ کتاب جناب محمد انور عباسی کی تحریر کر دہ ہے۔ دوسری کتاب کا نام ہے "مروجہ بینک انٹرسٹ اور ربا" اس کے مصنف جناب محمد زرین قریشی ونگ کمانڈر (ریٹائرڈ) ہیں۔جناب محمد زرین قریشی نے اپنی کتاب میں جناب انور عباسی کی کتاب کی بڑی تعریف کی ہے ۔انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا مودودیؒ کی کتاب "سود" کے بعد یہ وہ کتاب ہے جو تفصیلاً دلائل کے ساتھ دوسرا نقطہ نظر یعنی بینک انٹرسٹ ربا نہیں ہے ،کو پیش کرتی ہے۔

یہ دونوں میرے محترم رفیق ہیں۔دونوں کا تعلق جماعت اسلامی پاکستان سے ہے۔ان دونوں کا موقف یہی ہے کہ تجارتی سود اور بینک انٹرسٹ ربا نہیں ہے۔دلیل وہی پرانی ہے جو ساٹھ سال پہلےپیش کی گئی تھی کہ تجارتی سود اور بینک انٹرسٹ کے حرام ہونے کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں ہے۔

درج ذیل مضمون انہی دو کتابوں کے جواب میں لکھا گیا ہے اور قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا گیا ہے کہ تجارتی سود اور بینک انٹرسٹ دونوں حرام ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ہدایت سے نوازے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ مگر وہ توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔جو لوگ قرآن سے من پسند مطالب اخذ کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ حق و باطل کے درمیان بھٹکتے رہتے ہیں۔ان پر مثل صادق آتی ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

وَمَا تَوْ فَيْقِىْ اِلَّا بِا للهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمْ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۝ وَیَسِّرْ لِیٓ اَمْرِیْ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ۝ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۝ اے میرے رب! کھول دے میرے لئے میرا سینہ۔ اور آسان کر دے میرے لئے میرا کام۔ اور کھول دے گرہ میری زبان کی ۔لوگ سمجھ لیں میری بات کو۔

پچھلی چھ دہائیوں سے یہ بحث چل رہی ہے کہ تجارتی سود ،حلال ہے یا حرام ہے۔مگر آج تک یہ مسئلہ حل نہیں ہؤا۔ علمائے اسلام کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مطلق سود کو حرام کر دیا تو اس میں سب سود آگئے۔جدید دانشوروں جن میں جناب محمد انور عباسی اور جناب محمد زریں قریشی، سرِفہرست ہیں جا استدلال یہ ہے کہ تجارتی سود تجارت کا حصہ ہے۔ تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے۔تو تجارتی سود بھی حلال ہے۔دونوں فریق اپنے اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔دونوں ایک دوسرے سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے مؤقف کے حق میں قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کریں۔جس میں تجارتی سود کا ذکر ہو۔کسی فریق نے آج تک کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جب اس ناچیز بندہ نے اس مسئلہ پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ قرآن نے جس سود کو حرام کیا ہے وہ در حقیقت تجارتی سود ہے۔

سورۃ الروم کی آیت (39:30) قرآن کریم کی پہلی آیت ہے جو ربا کے بارے میں نازل ہوئی۔اس میں ربا کی برائی کی گئی ہے اور زکوٰۃ کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس میں سود کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ صرف سود کی مذمت کی گئی ہے۔ اس وقت معاشرے میں سود کا عام رواج تھا۔مسلم اور غیر مسلم سب سود لیتے تھے۔قرآن نے سود کو یک لخت ختم کرنے کے بجائے بتدریج ختم کرنے کی حکمت اپنائی۔پہلے مرحلے میں سود کی مذمت کی گئی۔ دوسرے مرحلے میں سود در سود کو حرام کیا گیا۔کیونکہ سود در سود کی برائی مزید کسی وضاحت کی محتاج نہ تھی۔تیسرے مرحلے میں ہر طرح کے سود کو حرام کر دیا گیا۔یہی حکمت قرآن نے شراب کو حرام قرار دینے میں بھی اختیار کی تھی۔

تجارتی سود کے ربا ہونے کی پہلی دلیل:

سورۃ الروم کی آیت (39:30)میں فرمایا گیا ہے:

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔اور جو قرض تم دیتے ہو سود پر تاکہ وہ بڑھ جائے لوگوں کے اموال میں (شامل ہو کر) پس وہ نہیں بڑھتا اللہ کے نزدیک اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ، چاہتے ہوئے رضا اللہ کی پس وہی لوگ ہیں جو (اپنے اموال) کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔

میں نے جب اس آیت کریمہ کے نفس مضمون پر غور کیا تو مجھے معلوم ہؤا کہ اس آیت میں جس ربا کی برائی کی گئی ہے وہ تجارتی رباہے۔

اس آیت میں خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو سرمایہ دار ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا مال ان لوگوں کو سود پر قرض دیں جو مالدار بھی ہوں اور کاروبار بھی کرتے ہوں۔تاکہ ان کا مال ان کے مال میں شامل ہو کر بڑھ جائے۔اس سے معلوم ہؤا کہ قرآن کے نزدیک، **سود وہ بڑھوتری ہے جو ایک سرمایہ دار، کسی تاجر کو قرض دے کر اور اس کے مال میں اپنا مال شامل کر کے اس سے حاصل کرتا ہے**۔ حدیث میں صراحت ہے ۔ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ بِہ نَفْعاً فَھُوَرِبوٰا (مسند حارث بن اسامہ)۔وہ سب قرض جو نفع حاصل کریں پس وہ ربا ہیں۔یعنی قرض دے کر اس سے نفع حاصل کرنا ربا کی لازمی شرط ہے۔ اس کا اطلاق کسی غریب آدمی پر ہو ہی نہیں سکتا۔غریب آدمی کے پاس کوئی مال نہیں ہوتا کہ کوئی سرمایہ دار اس کے مال میں اپنا مال شامل کر کے بڑھا لے۔کسی غریب کو قرض دے کر کوئی سرمایہ دار اپنا سرمایہ ڈبو توسکتا ہے مگر بڑھا نہیں سکتا۔

راقم الحروف کا تعلق ایک نہایت ہی غریب خاندان سے تھا۔میرے تعلیمی اخراجات کے لئے اگر کسی شخص سے قرض لینے کی ضرورت پڑتی تو کوئی شخص میرے والد صاحب کوقرض نہ دیتا تھا۔البتہ ایڈوانس مزدوری دے

دیتے تھے۔ جس سے میرا مسئلہ حل ہو جاتاتھا۔پھر ہم دونوں باپ بیٹا ، دن رات محنت کر کے اس کا کام مکمل کر دیتے ۔یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔

بعض لوگ غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر کسی ساہوکار سے قرض لے لیتے ہیں۔بظاہر یہ قرض سودی قرض کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن در حقیقت یہ مجبوری کا سودا ہوتا ہے۔ سودی کاروبار بغیر کسی جبر و اکراہ کے سرمایہ دار اور تاجر کے درمیان طے پاتا ہے۔تاجر قرض لیتا نہیں بلکہ اس کو قرض دیا جاتا ہے کہ سرمایہ دار کا مال بڑھے۔قرآن تاجروں کے سودی قرض اور غرباء کے مجبوری کے قرض کے درمیان فرق کرتا ہے ۔ان کے دو الگ الگ حل تجویز کرتا ہے۔

<u>غرباء کے مسئلہ کا حل</u>:قرآن نے غرباء کے مسئلہ کو زکوٰۃ سے حل کیا ہے۔حکم ہؤا کہ صاحبِ زکوٰۃ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور غرباء میں تقسیم کی جائے۔ غرباء میں وہ لوگ بھی شامل کئے گئے جو مقروض تھے۔جو قرض کے بوجھ تلے دب چکے تھے۔ان کے پاس کوئی ایسا سامان بھی نہ تھا جسے بیچ کر وہ قرض ادا کر سکتے۔ ایسے سب لوگوں کی زکوٰۃ سے مدد کی گئی۔یہاں تک کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ رہا۔

<u>تاجروں کے مسئلہ کا حل</u>:زکوٰۃ صرف غرباء کے لئے مختص ہے۔تاجروں کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا نہیں

کیا جا سکتا۔تاجروں کا مسئلہ حل کرنے کے لئے تین اقدام کئے گئے۔

1: تاجروں کا سود باطل کر دیا گیا۔

2: سرمایہ داروں کو اصل زر واپس لینے کی اجازت دے دی گئی۔

3: آئندہ سودی کاروبار کرنا اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے مترادف قرار دے دیا گیا۔

اس آیت میں ایک بات یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اللہ کے نزدیک سود سے مال نہیں بڑھتا۔البتہ جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔وہ اپنے اموال کئی گنا بڑھا لیتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں اور بظاہر نظر بھی یہی آتا ہے کہ سود سے مال بڑھتا ہے ۔مگر جب اللہ نے فرما دیا کہ سود سے مال نہیں بڑھتا البتہ زکوٰۃ دینے سے مال کئی گنا بڑھتا ہے ۔ تو اللہ کی بات سچ ہے۔

<u>غیب کا علم اللہ کے پاس ہے</u>۔کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا اختیار بھی اللہ کے پاس ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔اس نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا(العلق 5:96)۔ ہمیں یہ علم نہیں دیا گیا کہ ہم اپنے علم اور عقل سے یہ جان سکیں کہ سود سے مال کس طرح نہیں بڑھتا اور زکوٰۃ سے مال کس طرح بڑھتا ہے ۔ہم اللہ کے حکم پر ایمان رکھتے ہیں۔

<u>تجارتی سود کے ربا ہونے کی دوسری دلیل</u>:

سود خور کہتے تھے۔قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (275:2)۔انہوں نے کہا کہ تجارت بھی سود کے مثل ہے۔

میں نے جب اس آیت پر غور کیا تو مجھے تجارت اور سود میں صرف ایک مماثلت نظر آئی۔تجارت اپنے ذاتی سرمایہ سے کی جائے یا سودی سرمایہ سے کی جائے۔دونوں صورتوں میں نفع حاصل ہوتا ہے۔اسی بنا پر سود خور تجارت کو مثل سود کے قرار دیتے ہیں۔اس مماثلت کے باوجود اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔

تجارتی سود کے ربا ہونے کی تیسری دلیل:

جب سورۃ البقرۃ کا نزول ہؤا ۔ اس میں فرمایا گیا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللہِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ(البقرۃ 2: 278-279)۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو کچھ باقی ہے ،چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو۔پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ بڑی جنگ کے لئے اللہ سے اور اس کے رسول سے،اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل زر تمہارے لئے ہیں،نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

اس آیت کے آخری حصہ میں فرمایا گیا ہے :اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل زر تمہارے لیے ہیں۔یہ خطاب ان مسلمان سرمایہ داروں سے ہے جنہوں نے اپنا سرمایہ سود پر تاجروں کو دے رکھا تھا۔یہ قرضے کسی مجبور شخص کے قرضے نہیں تھےکہ زکوٰۃ سے ادا کر دیے

جاتے۔ یہ قرضے تاجروں کو دیئے گئے تھے۔ تاجروں کے قرضے زکوٰۃ سے ادا کرنے کی اجازت نہیں تھی۔اس لئے ان کے اصل زر کی واپسی کے لئے شرط رکھ دی گئی کہ اگر تم سود لینے سے توبہ کر لو تو تم اپنے اصل زر واپس لے سکتے ہو۔

تجارتی سود کے حرام ہونے کی وجہ:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سود کے ذریعے تجارت میں شامل ہونے میں آخر کیا خرابی ہے جو قرآن نے سود کی برائی کی ہے اور زکوٰۃ کی ترغیب دی ہے ۔میں نے جب اس مسئلہ پر غور کیا تو مجھے سود میں دو واضح خرابیاں نظر آئیں۔

پہلی خرابی:

تاجر تجارت کرتا ہے ۔اللہ نے تجارت کو نہ صرف حلال کیا ہے بلکہ تجارت میں بہت برکت رکھی ہے۔ سود کو اللہ نے حرام کیا ہے۔جب سرمایہ دار نے اپنا سرمایہ ،سود پر تاجر کے حوالے کیا ۔تاجر نے اس کو قبول کر کے اپنے مالِ تجارت میں شامل کر لیا تو اس سے فریق دوم کا کاروبار، سودی اور حرام ہو گیا۔

دوسری خرابی:

تاجر، فریق اول کا سودی سرمایہ قبول کر کے، اس کا سود اور اپنا منافع دونوں چیزیں اپنے گاہکوں سے وصول کرتا ہے ۔منافع خود رکھ لیتا ہے اور سود سرمایہ

دار کے حوالے کر دیتا ہے ۔اس طرح سرمایہ دار اور تاجر دونوں مل کر عوام الناس کا استحصال کرتے ہیں۔اس لئے تجارتی سود حرام ہے۔

بینک انٹرسٹ کے حرام ہونے کی وجہ:

یہی خرابی بینک انٹرسٹ میں بھی پائی جاتی ہے۔بینک صرف ان لوگوں کو قرض دیتے ہیں جو بینک کا اصل زر اور سود ،دونوں واپس کرنے کی گارنٹی دیتے ہیں ۔بینک سے سودی قرضے لے کر ان سے فائدہ تو تاجر اٹھاتے ہیں۔ مگر بینک کا سود تاجر اپنے گاہکوں سے وصول کر کے بینک کو دیتے ہیں۔کیا یہ ظلم نہیں ہے؟بینک کے سرمائے سے فائدہ تو تاجر اٹھائیں مگر بینک کا سود عوام الناس ادا کریں۔اس ظلم کی وجہ سے بینک کا سود بھی حرام ہے ۔

پاکستان کے حکمران اور تجارت:

پاکستان کےحکمران،زرداری ہوں،نواز شریف ہوں یاشہباز شریف ہوں، سب تاجر ہیں۔سب پرائیویٹ کمپنیوں سے بجلی اور گیس خریدتے ہیں۔پھر مہنگے ترین داموں پر عوام الناس کو بیچ دیتے ہیں۔یہ کاروبار خود حکومت کی سرپرستی میں کیا جاتا ہے ۔خوفِ خدا سے عاری حکمران کیا نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جب پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بڑی شدید ہوتی ہے۔

پاکستان میں گرانی کی وجہ بینکوں کا سود اور حکمرانوں کی لوٹ مار ہے:

پاکستان میں گرانی کی سب سے بڑی وجہ ملکی اور غیر ملکی بینکوں کا سود ہے ۔اس کی دوسری وجہ حکمرانوں کی لوٹ مار ہے۔مثل مشہور ہے: الناس علی دین ملوکھم۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔حکمرانوں کی لوٹ مار کو دیکھ کر ملک میں ہر طرف لوٹ مار مچی ہوئی ہے ۔جس ملک میں چالیس پچاس فیصد بجلی چوری کر لی جائے اور چوری کرنے والوں کو کوئی نہ پوچھے ۔الٹا چوری ہونے والی بجلی کی قیمت عوام الناس سے وصول کر لی جائے تو اس سے بڑا ظلم کیا ہو سکتا ہے ۔

سود کو حرام کرنے کے اثرات:

قرآن نے جب سود کو حرام کیا تو اس کی پہلی زد سرمایہ داروں کے مفاد پر پڑی۔ ان کا سودی کاروبار ختم ہو گیا۔اس کی دوسری زد ان تاجروں کے مفاد پر پڑی جو سودی سرمایہ سے تجارت کرتے تھے۔جب سرمایہ داروں اور سودی سرمایہ سے کاروبار کرنے والوں کا کاروبار ختم ہو گیا۔ اب ان سرمایہ داروں کے سامنے کوئی راستہ نہ رہا سوائے اس کے کہ وہ خود تجارت کریں یا کسی تاجر کے ساتھ اس کی تجارت میں شریک ہو جائیں۔جب وہ تجارت میں خود شریک ہوں گے تو نہ خود بے ایمانی کریں گے اور نہ اپنے شریک کار کو بے ایمانی کرنے دیں

گے۔اس طرح کوئی فراڈیا کسی کو بے وقوف بنا کر لُوٹ نہ سکے گا۔یہی اس مسئلہ کا بہترین حل ہے۔

جب مسلمانوں نے تجارت کو اپنایا۔ ایمانداری سے تجارت کی۔ وہ دنیا کی سپر پاور بن گئے۔آج مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں تو اپنی کرتوتوں کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔

تجارتی سود کی حرمت کے بارے میں چنداحادیث:

جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہؤا تو نبی کریم ﷺ نے سود سے ملتے جلتے معاملات کو بھی حرام قرار دے دیاتاکہ کوئی شخص ان کی آڑ لے کر سود کو حلال ٹھہرانے کی کوشش نہ کرے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کی بیع سونے کے عوض، چاندی کی بیع چاندی کے عوض،گندم کی بیع گندم کے عوض، جَو کی بیع جَو کے عوض،کھجور کی بیع کھجور کے عوض، نمک کی بیع نمک کے عوض،برابر برابر اور دست بدست ہو۔ جس نے زیادہ لیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا تو اس نے سود لیا۔سود لینے والا، سود دینے والا، دونوں اس میں برابر کے شریک ہیں۔(مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت بلالؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سرخ کھجوریں پیش کیں۔ آپؐ نے پوچھا : یہ کھجوریں ہمارے پاس تو نہیں ہیں تم کہاں سے لائے ہو؟ حضرت بلالؓ نے

عرض کیا کہ ہمارے پاس کچھ گھٹیا قسم کی کھجوریں تھیں۔ میں نے ان میں سے دو صاع کھجوریں ایک صاع سرخ کھجوروں کے عوض بیچ دیں۔آپؐ نے فرمایا: یہی تو ربوٰا ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا: جب تو کھجوریں بیچنے کا ارادہ کرے تو پہلی بیع کے ساتھ انہیں بیچ دے۔پھر ان کی قیمت کے عوض دوسری کھجوریں خرید لے۔(مسلم)

ایک روایت میں ہے: پس تم ان کھجوروں کو واپس کر دو۔ پھر ہماری کھجوریں بیچو۔پھر ان کی قیمت کے عوض ہمارے لئے کھجوریں خریدو۔(بخاری)

مطلب یہ ہے ہم جنس اشیا کا کمی بیشی کے ساتھ باہمی تبادلہ بھی جائز نہیں ہے ۔مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کو دس من گندم اس شرط پر ادھار دیتا ہے کہ وہ گیارہ من گندم واپس کرے گا۔نبی کریمﷺ نے اس طرح کے لین دین کو ربوٰا کہہ کر حرام کر دیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب کسی قوم کے لین دین میں سود کا رواج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر گرانی مسلط کر دیتا ہے۔(مسند احمد)

جو لوگ یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تجارتی سود کا رواج نہیں تھا۔کیا انہیں یہ روایات نظر نہیں آئیں۔

تجارتی سود اور مہاجنی سودکی بحث:

جناب محمد زرین قریشی فرماتے ہیں کہ تجارتی سود اور مہاجنی سود میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلی

صورت میں آپ دس لاکھ روپیہ قرض دے کر دس ہزار کی اضافی رقم یعنی سود ایک ایسے شخص سے لیتے ہیں جو اس رقم سے تیس ہزار ماہانہ کما رہا ہے۔دوسری صورت میں آپ ایک لاکھ روپیہ قرض دے کر دس ہزار روپے سود ایک ایسے شخص سے لیتے ہیں جس کے گھر میں ایک بے گور و کفن لاش پڑی ہوئی ہے۔اس کے بچے کئی دن سے بھوکے اور ننگے پاؤں پھر رہے ہیں۔وہ ایک گولی اسپرو کی خریدنے کی سکت نہیں رکھتا۔اس کے گھر میں روشنی کے لئے کوئی دیا نہیں ہے۔کیا یہ دونوں صورتیں برابر ہیں۔ کیا ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔(صفحہ 74)

الجواب: تجارتی سود ہو یا مہاجنی سود ہو ، سود ہونے کے ناطے دونوں حرام ہیں۔دونوں میں قرض دیا جاتا ہے اور سود لیا جاتا ہے ۔البتہ تاجر کے سود کے اور مہاجن کے سود میں ایک فرق ضرور ہے ۔تاجر اپنا سود اپنے گاہکوں سے وصول کرتا ہے ۔مہاجن اپنا سود اپنے مقروضوں سے وصول کرتا ہے ۔تاجر تجارت کے پردے میں چھپ کر سود کھاتا ہے ۔ مہاجن کھلے عام سود کھاتا ہے ۔دونوں سود کھاتے ہیں مگر تاجر کا جرم زیادہ سنگین ہے۔ وہ ان لوگوں سے سود وصول کرتا ہے جن کو علم ہی نہیں ہوتا کہ ان سے سود لیا جا رہا ہے ۔اس وقت پاکستان جو سودی قرضوں میں ڈوبا ہؤا ہے ۔یہ سب قرضے تجارتی ہیں۔اب تو

نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ان قرضوں کا سود ادا کرنے کے لئے ہمیں مزید قرضے لینے پڑتے ہیں۔

<u>نئی بحث</u>: جناب زرین قریشی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ سود کا متبادل ہے۔ ربوٰا کو ختم کرنے کے لئے زکوٰۃ کے نظام کو مؤثر بنانا ہو گا۔قرآن کریم میں ربا کے ذکر سے پہلے انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین اور انفاق فی سبیل اللہ کے احکامات موجود ہیں۔گویا زکوٰۃ ، خیرات اور ربوٰا ایک سلسلہ کلام کا حصہ ہیں۔(صفحہ 36-37)

<u>زکوٰۃ سود کی متبادل نہیں، سود کی عین ضد ہے۔</u>

زکوٰۃ سود کی متبادل نہیں بلکہ سود کی عین ضد ہے ۔سود کا مطلب ہے کہ کسی کو قرض دے کر اس کے بدلے بڑھوتری طلب کرنا۔زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ غرباء کی فی سبیل اللہ مدد کرنا۔زکوٰۃ کے نظام کے نفاذسے غربت تو ختم ہوتی ہے۔کیونکہ زکوٰۃ غریبوں کو دی جاتی ہے۔لیکن سود ختم نہیں ہوتا۔سودی کاروبار تاجروں کےذریعے کیا جاتا ہے۔تاجر اپنے گاہکوں سے سودوصول کرتے ہیں۔پھر بینکوں اور سرمایہ داروں کو دے دیتے ہیں۔نبی کریمﷺ کے عہد مبارک کے آخری سالوں میں زکوٰۃ کا نظام عملاً نافذ تھا۔زکوٰۃ سرکاری طور پر صاحبِ نصاب لوگوں سےوصول کی جاتی تھی اور غربا میں تقسیم کی جاتی تھی ۔اس سے غربت تو ختم ہو گئی ۔مگر اس سے سود ختم نہیں ہؤا تھا۔سود اس وقت ختم ہؤا جب سود کو اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ قرار دے کر حرام کر دیا گیا۔

زکوٰۃ دینے میں ہیرا پھیری:

بہت سے لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے۔یا زکوٰۃ دینے میں ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں۔جیسے ہاؤسنگ سوسائٹیاں اور بڑے بڑے ادارے رمضان سے پہلے ،بینکوں کے ساتھ مل کر ،اپنی رقوم نکال لیتے ہیں۔پھر پہلی رمضان کے بعد دوبارہ جمع کرا دیتے ہیں۔اس طرح وہ اپنی رقوم سے زکوٰۃ کی کٹوتی نہیں ہونے دیتے۔اس کا علاج اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ ان کے خلاف جنگ کی جائے۔جیسی جنگ صدیقِ اکبر نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف کی تھی۔

جناب زرین قریشی صاحب فرماتے ہیں کیا کسی تحریری ثبوت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریمﷺ کے زمانہ میں لوگ تجارتی مقاصد کے لئے سود پر قرض کا لین دین کرتے تھے۔(صفحہ 74)

الجواب: سورۃ الروم کی آیت 39:30 اور متعدد احادیث سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی لوگ تجارتی مقاصد کے لئے سود پر قرض کا لین دین کرتے تھے۔

سلطنتِ روم میں تجارتی قرضوں کی شرح آٹھ فیصد تھی:

اللہ تعالیٰ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کو غریق رحمت کرے کہ انہوں نے عرب کے آس پاس کے ملکوں کے لٹریچر کا مطالعہ کر کے بتایا تھا کہ سلطنتِ روم نے ازروئے قانون سود کی مختلف شرحیں مقرر کی ہوئی تھیں۔

تجارتی قرضوں کے لئے سود کی شرح 8 فیصد تھی۔ذاتی ضرورت کے لئے حاصل کئے گئے قرضوں یعنی مہاجنی قرضوں کے لئے سود کی شرح 6 فیصد تھی۔زمینداروں اور کاشت کاروں کے لئے سود کی شرح 4 فیصد تھی۔

حکومت جو عوام سے قرض لیتی ہے وہ بھی ربا ہے:

تفہیم القرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومتِ وقت بھی بوقت ضرورت سرمایہ داروں سے سود پر قرض لے لیتی تھی۔اس وقت دنیا میں دو سپر پاور تھیں۔ایک ایران تھا جہاں مجوسیوں کی حکومت تھی۔ دوسرا روم تھا جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی ۔ایران نے روم کے خلاف جنگ چھیڑ دی اور ایک ایک کر کے حجاز کے آس پاس کے رومی مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ایرانی یلغار کو روکنے کے لئے قیصرِ روم کو ایک صورت نظر آئی ۔ایرانیوں کا بحری بیڑا کمزور تھا۔ قیصر روم نے سوچا کہ اگر سمندر کی طرف سے ایران پر حملہ کر دیا جائے تو ایران کو شکست دی جا سکتی ہے ۔مگر اس کے لئے کثیر سرمایہ کی ضرورت تھی ۔ روم کی معیشت تباہ ہو چکی تھی۔مسیحیت کو مجوسیت سے بچانے کے لئے قیصر روم نے کلیسا سے مدد مانگی۔مسیحی کلیسا کے اسقفِ اعظم نے حکومت کی مدد کرنے کے بجائے ، گرجا گھروں کے نذرانوں کی جمع شدہ دولت سود پر حکومت کو قرض

دی۔اس سے معلوم ہؤا کہ حکومت کا سرمایہ داروں سے قرض لینا بھی ربوٰا ہے ۔

جناب زریں قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کاروباری سود کا وجود ہی نہ تھا تو مہاجنی سود اور کاروباری سود پر کیا بات کی جاتی ۔بینک انٹرسٹ کا تو ظاہر ہے کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔(صفحہ 76)

تجارتی سود کاہر زمانے میں رواج رہا:

جناب قریشی صاحب تجارتی سود کی نفی ان لوگوں سے کر رہے ہیں جو تجارت پیشہ تھے ۔ ان کے تجارتی قافلے ،سال میں دو مرتبہ ، سردیوں میں یمن کی طرف جو گرم علاقہ ہے، گرمیوں میں شام اور روم کی طرف جو ٹھنڈا علاقہ ہے، جاتے تھے۔کیا وہ لوگ ،جن لوگوں کے ساتھ تجارت کرتے تھے، ان کے تجارتی طور طریقوں سے آگاہ نہ تھے ۔ وہ ان کے تجارتی طریقوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ان تجارتی قافلوں کے ساتھ جانا بھی تاریخی طور پر ثابت ہے۔ **قرآن نے جب سود کو حرام کیا تو اس میں وہ سب سود شامل تھے جو اس وقت دنیا میں رائج تھے۔**ہر وہ سودی معاملہ جس میں سود کی علت پائی گئی،اس کو حرام کر دیا گیا۔سود کی علت یہ ہےکہ کسی کو قرض دے کر اس سے بڑھوتری یعنی سود طلب کیاجائے۔

جناب محمد زریں قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ کسی مجبور شخص کو جس کی زکوٰۃ اور صدقات سے کفالت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے، کو قرض دے کر اس سے کوئی فائدہ بڑھوتری اور اضافہ حاصل کرنا ربوٰا ہے۔یہی وہ جرم ہے جو اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے، جو زنا سے ستر گنا بڑا جرم ہے۔یہی علت ربوٰا ہے۔(صفحہ 81)

الجواب:جناب محمد زرین قریشی کے مذکورہ بالا موقف کی تصدیق نہ قرآن سے ہوتی ہے اور نہ حدیث سے۔ جناب قریشی صاحب نے یہ کہاں سے اخذ کر لیا کہ صرف کسی مجبور شخص کو قرض دے کر اس سے سود لینا ربوٰ اہے۔جس تجارتی سود نے اس وقت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ لے رکھا ہے،جس کو قرآن سورۃ الروم میں واضح طور پر ربا کہتا ہے ۔اس کو ربا سے خارج نہیں کر سکتے۔

نبی کریمؐ کا اعلان:آج تمام جاہلیت کے خون اور سود باطل کئے جاتے ہیں:

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اعلان کیا تھا کہ آج جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔آج جاہلیت کے تمام خون باطل کئے جاتے ہیں۔سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ، ربیعہ بن حارث کا خون باطل کرتا ہوں۔آج جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کئے جاتے ہیں۔سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود عباسؓ بن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

حضرت عباسؓ کا سود جو باطل کیا گیا تھا،وہ تجارتی قرضوں کا تھا:

جناب محمد انور عباسی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کا جو سود باطل کیا گیا تھا۔وہ ان قرضوں کا سود تھا جو غریبوں کو دیئے گئے تھے۔ اس سے پہلے میں بتا چکا ہوں کہ غریبوں کے قرضے تو زکوٰۃ کی مد سے پہلے ہی ادا کر دیئے گئے تھے۔البتہ تاجروں کو دیئے گئے قرضے باقی تھے۔وہ غارمین کی مد سے ادا نہیں کئے جا سکتے تھے۔ان کا سود باطل کر دیا گیا۔ان کے اصل زر کی واپسی کے لئے یہ شرط رکھی گئی۔وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ۔(البقرۃ 279:2) اور اگر تم توبہ کر لو پس تمہارے لئے تمہارے اصل زر ہیں، نہ تم ظلم کرو(سودلے کر) نہ تم پر ظلم کیا جائے(تمہارےاصل زر روک کر)۔

حضرت عباس کے سود کی مقدار دس ہزار مثقال کے برابر تھی:

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عباسؓ کا جو سود باطل کیا گیا تھا اس کی مقدار دس ہزار مثقال سونے کے برابر تھی۔ جبکہ ایک مثقال سونا چار ماشہ کے برابر ہوتا تھا۔ کیا کوئی غریب آدمی اتنا قرض لے سکتا ہے جس کا سود دس ہزار مثقال سونے کے برابر ہو۔

جناب محمد زرین قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ آیت نمبر 278 میں ربوٰا کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔آیت

280 میں اصل زر بھی معاف کر دینے کا حکم ہے(صفحہ 45)۔

الجواب: قرآن نے اصل زر کو معاف کرنے کا حکم کہیں نہیں دیا ۔صرف اصل زر کو معاف کر دینے کو بہتر کہا ہے ۔ یہ بات قرضہ دینے والے پر منحصر ہے کہ وہ معاف کرے یا نہ کرے۔

جناب محمد زریں قریشی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ ربوٰا کا تعلق اس رقم کے ساتھ ہے جسے ہم قرض کہتے ہیں۔جس کے متعلق احادیث میں اتنی وعید آئی ہے کہ حضورﷺ کسی مقروض کا جنازہ اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے جب تک اس کے قرض کی ادائیگی کا اطمینان نہیں ہو جاتا تھا۔(صفحہ 38)

الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی کو قرض دینا اس پر احسان کرنا ہے ۔جو آدمی سود کے بغیر کسی کو قرض دے اور اس پر احسان کرے۔مگر قرض لینے والا ،قرض دینے والے کا قرض واپس نہ کرے تو یہ احسان فراموشی ہے۔ نبی ﷺ کسی ایسے ہی احسان فراموش مقروض کا جنازہ نہ پڑھتےتھے تاکہ لوگ مرنے سے پہلے اپنا قرض ادا کر دیں۔جناب زریں قریشی صاحب مطلق قرض دینے کی مذمت کر رہے ہیں۔حالانکہ یہ مذمت قرض دینے کی نہیں بلکہ قرض واپس نہ کرنے والوں کی ہے۔

چند مثالیں: کسی کو قرض دینا کارِ ثواب ہے:

1: ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نیکی کا کوئی کام نہ کرتا تھا، سوائے اس کے کہ جب کوئی ضرورت مند اس سے قرض مانگتا تو اس کو قرض دے دیتا۔ جب کوئی مقروض زیادہ تنگ دست نظر آتا تو اپنے کارندوں سے کہتا کہ اس سے درگزر کرو، شاید خدا ہم سے درگزر کرے۔ چنانچہ خدا نے اس کے اس عمل کے بدلے میں اس سے درگزرکیا۔

2: ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ بتا تُونے میرے لئے کوئی نیکی کا کام کیا؟ وہ کہے گا کہ تو نے اپنے فضل سے مجھے کچھ مال دے رکھا تھا۔ میں تجارت پیشہ شخص تھا ۔ لوگ مجھ سے ادھار سودا لے جاتے تھے۔ اگر میں دیکھتا کہ کوئی غریب شخص ہے اور وہ وعدہ پر قرض ادا نہ کر سکا تو میں اسے کچھ مزید مہلت دے دیتا۔ کسی قرض دار پر سختی نہ کرتا۔ اگر کسی کو زیادہ تنگ دست پاتا تو معاف بھی کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تو سب سے زیادہ آسانی کرنے والا ہوں، جا میں نے تجھے بخش دیا اور جنت میں داخل ہو جا۔

سود کھانے والے نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ جنت کی کوئی نعمت چکھیں گے:

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ چار آدمی ایسے ہیں کہ ان کےبارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر

لازم کر رکھا ہے کہ ان کو نہ جنت میں داخل کرے گا اور نہ جنت کی کوئی نعمت چکھنے دے گا ۔وہ چار آدمی یہ ہیں ۔1: شراب پینے کا عادی۔ 2: سود کھانے والا۔ 3: یتیم کا مال نا حق کھانے والا۔ 4: اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔(مستدرک حاکم)

سود کے وکلا یہ بھی کہتے ہیں کہ بینک انٹرسٹ اس لئے حلال ہے کہ لوگ اپنی خوشی سے اپنی فاضل رقوم بینک میں جمع کراتے ہیں ۔ تاجر اور صنعت کار اپنی خوشی سے بینک سے سودی قرضے لیتے ہیں اور اپنی خوشی سے بینک کو سود دیتے ہیں ۔اس میں جبر و اکراہ کا کوئی عنصر نہیں پایا جاتا۔

سود ہر صورت میں حرام ہے خواہ لوگ اپنی خوشی سے ادا کریں:

یہ دلیل ویسی ہی ہے جیسی دلیل مغربی ممالک کے لوگ زنا کے حق میں دیتے ہیں کہ جب زنا میں جبر و اکراہ کا کوئی معاملہ نہ پایا جائے اور زنا کرنے والے دونوں فریق اپنی خوشی اور باہمی رضا مندی سے زنا کریں تو یہ جائز ہے ۔حالانکہ زنا ہر حال میں حرام ہے ۔ باہمی رضا مندی سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوجاتی ۔باہمی رضامندی کی شرط صرف حلال اور جائز کاموں کے لئے ہے ۔جیسے شادی کرنے کے لئے لڑکی اور لڑکے دونوں کی رضا مندی ضروری ہے ۔

صنعت کار اور کاروباری لوگ بینک سے خوشی خوشی سے سود پر قرض لیتے ہیں اور اپنی خوشی سے بینک کو سود دیتے ہیں۔ کیونکہ بینک بطور ان کے ایجنٹ اور سہولت کار کے ان کے لئے سرمایہ اکٹھا کرتا ہے ۔جس کے زور سے وہ پورے ملک کی معیشت پر قبضہ کر لیتے ہیں ۔پھر جب چاہتے ہیں کسی چیز کی قیمت بڑھا دیتے ہیں اور غریب صارفین کا خوب استحصال کرتے ہیں ۔وہ تو چاہتے ہیں کہ یہ بینک ہمیشہ قائم رہیں تا کہ فاضل آمدنی والوں کی فاضل آمدنی اکٹھی کر کے انہیں مہیا کرتے رہیں اور وہ اس کی مدد سے ملک بھر کا استحصال کرتے رہیں۔

اس بات کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم و مغفور نے ایک بجٹ تقریر میں غریبوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ گھی کی جگہ تیل استعمال کیا کریں جو سستا پڑتا ہے، کیونکہ تیل کو گھی کی شکل میں تبدیل کرنے کے لئے جو اضافی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے ،وہ بچ جائے گی۔ اس سے معلوم ہؤا کہ تیل کا ڈبہ، گھی کے ڈبہ سے سستا ہوتا ہے۔ مگر آجکل کیا ہورہا ہے۔ تیل کا ڈبہ، گھی کے ڈبہ سے پندرہ بیس روپے مہنگا بیچا جارہا ہے ۔سرمایہ دار غریبوں کی جیب پر کم از کم بیس تیس روپے فی ڈبہ کے حساب سے ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔اس ڈاکہ کے مال میں سے کچھ حصہ بینک کو اور کچھ حصہ بینک کے کھاتہ داروں کو ملتا ہے۔اس

طرح دولت کی گردش سرمایہ داروں اور بینک کے کھاتہ داروں کے درمیان محدود رہتی ہے۔جبکہ اس لوٹ مار کا خمیازہ غریب عوام کو بھگتنا پڑتا ہے ۔سود خوروں کے وکلا کہتے ہیں کہ کاروبار کے لئے دی گئی رقم قرض کی مد میں نہیں آتی ۔ وہ قرض نہیں دیا جاتا بلکہ کچھ شرائط کے ساتھ کاروبار میں شمولیت اختیار کی جاتی ہے ۔بیس کروڑ کی مل کا مالک کسی سے پچاس ہزار روپے لے کر اس کا مقروض نہیں ہو جاتا ۔ وہ ان روپوں سے منافع کماتا ہے ۔ اس سے جو سود لیا جاتا ہے در اصل اس کے منافع میں سے اپنے حصہ کا منافع وصول کیا جاتا ہے ۔یہ تجارت اور کاروبار میں شراکت ہے ۔(صفحہ 40)

سود خوروں کے وکلا جس چیز کو کاروبار میں شراکت کہتے ہیں قرآن اس چیز کوالربوٰا کہتا ہے ۔یعنی کسی کو کاروبار کے لئے رقم قرض دینا اور اس کے بدلے اس سے منافع کے نام پر سود وصول کرنا ۔اسی کو اللہ تعالیٰ نے الربوٰا اور حرام ٹھہرایا ہے۔

سود خوروں کے وکلا کہتے ہیں کہ ایک مل کے مالک نے بینک سے دس کروڑ روپے لے کر اپنے کاروبار میں ڈالے اور ہر ماہ دس لاکھ روپے سود دینے کا معاہدہ کیا ۔ مل مالک اس سرمایہ کی قوت سے بیس لاکھ روپے ماہانہ کما رہاہے اور اس میں سے دس لاکھ روپے بینک کو دے رہا ہے ۔کیا آیت میں یہ حکم ہے کہ مل مالک جو دس لاکھ روپے معاہدہ کے مطابق بینک کو دے رہا ہے ،روک

لے؟ کیا مل مالک بینک کی قابلِ ادا رقم روک کر ظلم نہ کرے گا ؟ کیا یہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو گی؟(صفحہ 44)

بینک سود لے کر جو ظلم کرتا ہے،اس کا تدارک کرنا ظلم نہیں ہے:

قرآن نے اس دلیل کا جواب یہ دیا ہے : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو !ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی ہے سود میں سے اگر تم ایمان والے ہو۔پھر اگر تم نے سود نہ چھوڑا تو خبردار ہو جاؤ اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارا اصل زر تمہارے لئے ہے ، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے(البقرة 2 : 278-279)۔ ان آیات میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ جو سود ادا ہو چکا ،وہ ادا ہو چکا۔ جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دیا جائے ورنہ اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر سودی لین دین سے توبہ کرلو تو تمہارے اصل زر تمہیں واپس مل جائیں گے۔ان آیات کے نزول کے بعد اسلامی حکومت کے دائرے میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔ اس سے سابقہ سب معاہدے کالعدم ہو گئے۔ حدیث میں ہے کہ بنی ثقیف اور بنی مخزوم دو قبیلے تھے ۔ان میں سودی لین دین چلتا رہتا

تھا۔ بنی مخزوم نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے بنی ثقیف کو سود دینے سے انکار کر دیا۔ بنی ثقیف نے سود لینے پر اصرار کیا ۔مقدمہ بارگاہِ نبوت میں پیش ہؤا ۔ نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ سود کے تمام معاملات ختم سمجھیں جائیں۔ سب سے پہلے ہم مسلمانوں کی وہ سودی رقوم جو غیر مسلموں کے ذمہ واجب الادا ہیں ،ساقط کرتے ہیں ۔ان کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ایسا ہی طرزِ عمل اختیار کریں۔

سود کے حق میں سود خوروں کی پیش کردہ تین مثالیں۔

سود کے وکلا یہ بات تسلیم کرتے ہیں :

- ربا انسانی فطرت کے خلاف ہے ۔
- تمام آسمانی مذاہب ربا کی حرمت پر متفق ہیں ۔
- ربا میں ظلم اور فساد کا عنصر پایا جاتا ہے ۔
- ربا کی حرمت صرف نقدی کی حد تک نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جو ادھار دی جا سکتی ہے اس میں ربا حرام ہے ۔
- ربا کی صرف آسمانی مذاہب ہی مذمت نہیں کرتے بلکہ قدیم فلاسفہ نے بھی اس کی مذمت کی ہے ۔مگر اس کے باوجود سود کے وکلاء کہتے ہیں کہ یہ قباحتیں بینک کے سود میں نہیں پائی جاتیں ۔ اس لئے بینک کا سود ربا نہیں ہے ۔معاملہ کی تفہیم کے لئے وہ تین مثالیں پیش کرتے ہیں ۔

<u>پہلی مثال</u>:ایک فاضل آمدنی والااپنی فاضل آمدنی اہلِ حاجت کو(مثلاً)10فیصد بڑھوتری پرقرض دیتا ہے۔ یہ اہل ِحاجت بالعموم پساہؤاطبقہ ہوتاہے۔ اس قرض کوچونکہ ذاتی

ضروریات کوپوراکرنےکےلیےاستعمال کیاگیاہوتاہے۔اس لیےاہلِ حاجت کواپنےپلےسےہرسال دولت مندطبقےکو ربادیناپڑتاہےجو ظلم اور حرام ہے۔

<u>دوسری مثال</u>:یہ کہ فاضل آمدنی والااپنی فاضل آمدنی بینک میں (مثلاً) 5فیصدشرح سےجمع کراتا ہے۔ بینک آگےطبقہ امراءکومثلاً 15فیصدشرح سودپرقرض دیتا ہے۔طبقہ امراءبالعموم اس قرض کوتجارتی اغراض کےلیےاستعمال کرتےہیں۔ فرض کریں ان کوتیس فیصدمنافع ہوتا ہے ۔ وہ بینک کو 15فیصدسود اداکرنےکےبعد 15فیصدخود رکھ لیتے ہیں ۔ بینک اپنےکھاتےداروں کو 5فیصددےکر 10فیصدخود رکھ لیتا ہے ۔اس طرح بینک کے سود سے کسی غریب آدمی کا استحصال نہیں ہوتا۔کیونکہ بینک کا معاملہ کھاتے داروں اور بینک اور طبقہ امراء کے درمیان محدود رہتا ہے۔ پہلی مثال میں دولت غریبوں کے ہاتھ سے نکل کر امیروں کے پاس جمع ہوتی رہتی ہےجو کہ ظلم ہے۔دوسری مثال میں دولت کھاتے داروں ،بینک اور طبقہ امراء کے درمیان تقسیم ہوتی رہتی ہے جو ظلم نہیں ہے۔

<u>بینک کے سود سے عوام الناس کا استحصال ہوتا ہے</u>:

جناب محمد انور عباسی فرماتے ہیں کہ بینک کے سود سے کسی غریب آدمی کا استحصال نہیں ہوتا۔ کیا وہ یہ بتانا پسند کریں گے کہ طبقہ امراء جو تیس فیصد منافع کماتا

ہے ۔جس میں 15 فیصد منافع اور 15 فیصد بینک کا سود ہوتا ہے ۔ کیا یہ سود ان لوگوں سے وصول نہیں کیا جاتا جن میں سے اکثر غریب عوام الناس ہوتے ہیں۔اس طرح بینک کے سود کا اصل بار عوام الناس پڑتا ہے۔لہذا یہ کہنا کہ بینک کے سود سے کسی غریب آدمی کا استحصال نہیں ہوتا ۔اس کی حقیقت ہاتھی کے دانتوں کی سی ہے جو کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔

<u>دولت کا بینک کھاتہ داروں، بینک اور طبقہ امرا کے درمیان تقسیم ہونا بذاتِ خود ایک ظلم ہے</u>:

دولت کا بینک کے کھاتہ داروں ،بینک اور طبقہ امراء کے درمیان تقسیم ہونا بھی بذاتِ خود ایک ظلم ہے۔اس طرح وسائلِ رزق سمٹ کر چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتے ہیں۔ وہ سرمائے کے زور سے نہ صرف ارب پتی بن جاتے ہیں بلکہ ملک کے حکمران بھی بن جاتے ہیں۔پیپلز پارٹی کے آصف علی زرداری اور مسلم لیگ (ن) کے میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

ان مثالوں کا ایک پہلو ایسا ہے جس کو سود کے وکلا بد نیتی سے چھپا لیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک اصولی ہدایت دی گئی ہے کہ اسلامی معاشرے میں دولت کی گردش عام ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ مال صرف مالداروں میں گھومتا رہے۔جس کے نتیجے میں امیر روز بروز امیر تر اور غریب روز بروز غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ارشادِ باری

تعالیٰ ہے : مَآ اَفَآئَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآئِ مِنْکُمْ جو کچھ بھی اللہ نے ان بستیوں والے سے اپنے رسول پر لوٹایا ہے تو وہ اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ مال نہ گردش کرتا رہے مالداروں کے درمیان تم میں سے(الحشر 7:59)۔ سود کے وکلا کی پیش کردہ مثال سے قرآن کی اس ہدایت کی نفی ہوتی ہے۔

تیسری مثال : ایک شخص نے اپنی کاروباری ضرورت کے لئے کسی شخص سے ایک ٹریکٹر ،جس کی مالیت دس لاکھ روپیہ ہے ،اس شرط پر لیا کہ وہ اس کا کرایہ دس ہزار روپے ماہانہ ادا کرے گا۔دوسرے شخص نے دس لاکھ روپیہ نقد قرض لے کر ایک ٹریکٹر خریدا اور ماہانہ دس ہزار روپیہ سرمایہ دار کو سود دینے کا وعدہ کیا۔دونوں صورتوں میں ایک کاروباری بات کی گئی ہے۔کیا پہلی صورت جائز ہے اور دوسری صورت ناجائز ہے؟ کیا پہلی صورت ظلم نہیں ہے اور دوسری صورت ظلم ہے؟جبکہ دونوں صورتیں ایک جیسی ہیں۔ان میں کوئی واضح فرق نہیں ہے ۔پھر کیا وجہ ہے کہ پہلی صورت جائز اور اللہ اور رسولؐ کی پسندیدہ ہےاور دوسری صورت نہ صرف یہ کہ نا پسندیدہ ہے بلکہ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے بلکہ ماں کے ساتھ زنا کرنے سے ستر گنا بڑا گناہ ہے۔اسلام ایسا ظالم مذہب نہیں ہے کہ ٹریکٹر خرید کر کرایہ پر دینے والے کے کرایہ کو تو جائزکہے اور

ٹریکٹر کے لئے نقد رقم قرض دینے والے کے سود کو ماں سے زنا کرنے سے ستر گنا زیادہ گناہ کا سزاوار ٹھہرائے۔(صفحہ46)

الجواب:سود کے وکلا کو ٹریکٹر کا کرایہ اور سود ایک جیسا نظر آتا ہے ۔ حالانکہ ان دونوں میں ایسا واضح فرق ہے جو مجھ جیسے معاشیات کی باریکیوں سے بے بہرہ شخص کو بھی واضح نظر آتا ہے۔ہم سود کے وکلا کی دی ہوئی مثال کو ہی لے لیتے ہیں۔

ایک طرف کرایہ کا ٹریکٹر ہے جس کی مالیت دس لاکھ ہے ۔اس کا کرایہ دس ہزار روپے ماہانہ ہے۔بیس سال کے بعد یہ ٹریکٹر ناکارہ ہو جائے گا۔اب ان بیس سالوں میں ٹریکٹر کے مالک نے دس لاکھ روپے خرچ کر کے چوبیس لاکھ روپے کمائے۔ جبکہ سودی قرض دینے والے نے ایک پائی خرچ کئے بغیر چوبیس لاکھ روپے کمالیے۔

اس کو کہتے ہیں : ہینگ لگے نہ پھٹکڑی مگر رنگ چوکھا آئے

سود کے حق میں ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ اگر سود باطل ہوتا تو اب تک مٹ چکا ہوتا ۔ مگر سود نے نہ صرف ہر زمانے میں اپنے آپ کو برقرار رکھا ہے بلکہ دن بدن ترقی کر رہا ہے ۔دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سود کی حکمرانی نہ ہو۔

الجواب: اس دلیل کو اگر برحق تسلیم کیا جائے تو ہر برائی کو بر حق تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر برائی نے اپنے آپ کو لاکھوں سال سے برقرار رکھا ہؤا ہے ۔

سیاق و سباق کی آڑ لے کر سود کے حق میں ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ قرآن نے ربا کو حرام نہیں کیا ۔ بلکہ الربوٰا کو حرام کیا ہے ۔وہ کہتے ہیں کہ الربوٰا سے مراد وہ سود ہے جو اہل حاجت سے لیا جائے ۔

الجواب: یہ بڑی بودی دلیل ہے جو سود کے حق میں دی گئی ہے ۔ سورۃ الروم کی آیت (39:30) جو ربا کے موضوع پر سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس میں جس ربا کی مذمت کی گئی ہے وہ تجارتی ربوٰا ہے ۔پھر اٰل عمران کی آیت 130 میں سود در سود کو اور سورۃ البقرۃ کی آیت 276 میں اور آیت 279 میں مطلق سود کو الربوٰا کہہ کر حرام کر دیا گیا ۔

سود کے وکلا سود کے موضوع پر ایک حدیث کو بھی رد کرتے ہیں ۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی کریمﷺ نے ربا کھانے والے ،ربا کھلانے والے ،اس پر گواہ بننے والے ،اس کی دستاویز تیار کرنے والےپر لعنت فرمائی ہے ۔سود کے وکلا کہتے ہیں کہ ربا کھانے والے پر لعنت سمجھ میں آتی ہے ۔ لیکن جو آدمی مجبوراً سود ادا کر رہا ہو وہ کیونکر لعنت کا سزاوار ہو سکتا ہے ۔(صفحہ۔49)

الجواب:اگر سود کے وکلا پر سود کو حلال ٹھہرانے کا بھوت سوار نہ ہوتا تو وہ فوراً جان لیتے کہ یہ لعنت ان

لوگوں پر کی گئی ہے جو سود پر قرض لیتے ہیں تا کہ ان کا کاروبار بڑھے ۔اس میں بینک اوراس کے کارندے بھی شامل ہیں جو ان کے لئے سودی سرمایہ اکٹھا کرتے ہیں ۔

سود کو حلال ٹھہرانے کی مختلف شکلیں:

جس طرح بنی اسرائیل نے مختلف حیلوں بہانوں سے حرام چیزوں کو حلال کرلیا تھا، اسی طرح مسلمانوں نے بھی سود لینے کی مختلف شکلیں ایجاد کرلی ہیں۔ مثلاً زید کو تیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ وہ بکرکے پاس جاتا ہے اور اس سے تیس ہزار روپے مانگتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ میرے پاس ایک گائے ہے جس کی قیمت تیس ہزار روپے ہے ،تم وہ گائے مجھ سے خریدلو اور اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلو۔ زید بکر سے گائے خریدلیتا ہے، پھر وہی گائے بکر کے ہاتھ انتیس ہزار روپے میں بیچ دیتا ہے اور بکر سے انتیس ہزار روپے نقد وصول کرلیتا ہے۔ سال کے بعد بکر کو تیس ہزار روپے ادا کردیتا ہے۔ اس طرح ایک ہزار روپیہ جو درحقیقت سود ہی ہے، منافع کی شکل میں لے لیا جاتا ہے۔

سود کی ایک نئی شکل مارک اپ ہے۔ زید کو مشینری خریدنے کیلئے پچاس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بینک پیسے دینے کی بجائے مشینری خود خریدلیتا ہے اور پھر کرایہ پر زید کو دیدیتا ہے اور زید سے مشینری کی قیمت اور ماہؤار منافع (بصورت کرایہ) وصول کرتا رہتا ہے۔ اس طرح حاصل کئے گئے منافع کا نام مارک اپ رکھ دیا گیا ہے۔ اگر زید مشینری کی قیمت اور مارک اپ

ادا نہ کرے تو بینک مشینری فروخت کرکے اپنی رقم پوری کرلیتا ہے۔ اس طرح سود کی مختلف شکلوں نے دنیا کی معیشت کو اپنے چنگل میں جکڑ رکھا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ شراب کو شربت کہہ کر، سود کو تجارت کہہ کر اور رشوت کو ہدیہ کہہ کر حلال کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ کو تجارت بنالیا جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ لوگو ں پر ایک زمانہ آئے گا جب ہر کوئی سود کھانے والا ہوگا ،اگر سود نہ بھی کھائے گا تب بھی سود کا غبار اس تک پہنچ کر رہے گا۔ آج کل کا دور بالکل ایسا ہی دور ہے۔ سود ہر شخص کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ ہمارے استعمال کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس میں سود شامل نہ ہو۔قرآن مجید جو ہماری مقدس کتاب ہے، اس کی طباعت و اشاعت کا کام بھی سودی سرمایہ سے ہوتا رہاہے۔

25- 1993میں جناب محمد حنیف رامے نے ایک مضمون لکھا تھا، جس کا عنوان تھا ربوٰا اور انٹرسٹ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس مضمون میں بینک انٹرسٹ کو جائز ٹھہرانے کی کوشش کی گئی تھی۔ ان دلائل میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ بینک انٹرسٹ کا تعلق چونکہ تجارت سے ہے اور تجارت کو قرآن نے حلال کیا ہے، اس لئے بینک انٹرسٹ بھی حلال ہے۔

الجواب:یہ ایک نہایت بودی دلیل تھی جو بینک انٹرسٹ کے حق میں پیش کی گئی تھی۔ تجارتی معاملات میں سو طرح کی بے ایمانیاں کی جاتی ہیں، کم تولنا، بلیک میں مال بیچنا، ملاوٹ کرنا، نمبر دو مال تیار کرنا اور بیچنا، ان سب چیزوں کا تعلق تجارت سے ہے۔ اسلام نے ان بے ایمانیوں اور استحصالی ہتھکنڈوں کو کبھی اس بنیاد پر حلال نہیں ٹھہرایا کہ ان کا تعلق تجارت سے ہے اور تجارت حلال ہے اس لئے یہ بھی حلال ہیں۔حرام، حرام ہے، حرام کسی حلال چیز کے ساتھ شامل ہوکر حلال نہیں ہوجاتا۔

26: رامے صاحب نے مزید فرمایا کہ بینک انٹرسٹ سے غریبوں کا استحصال نہیں ہوتا بلکہ ان کی اعانت ہوتی ہے۔ پہلے مالدار لوگ قرض دے کر غریبوں سے سود لیا کرتے تھے، اب اس کے برعکس غریبوں سے سود لیا نہیں جاتا، بلکہ ان کو سود دیا جاتا ہے۔ بینکوں میں زیادہ تر سرمایہ غریب اور درمیانہ طبقہ کے لوگوں کا ہوتا ہے۔ بینکوں سے قرض بڑے بڑے کاروباری لوگ لیتے ہیں۔ وہ اپنے منافع میں سے ایک حصہ بینک کو اور ایک حصہ بینک کے غریب کھاتہ داروں کو دے دیں تو یہ سود نہیں ہے۔

الجواب:رامے صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ ملک میں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جن کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہوتی کجا کہ وہ کوئی بچت کرسکیں۔ البتہ بعض لوگ کچھ نہ کچھ بچت کرلیتے ہیں اور سود کے لالچ میں اپنا سرمایہ بینک میں جمع کرادیتے ہیں۔ سرمایہ دار لوگ بینک

سے یہ سرمایہ حاصل کرکے اس کے ذریعے غریبوں کا استحصال کرتے ہیں۔وہ اس سرمایہ سے تمام ذرائع پیداوار اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ پھر اپنی پراڈکٹس کو من مانی قیمت پر بیچ کر سب لوگوں کا استحصال کرتے ہیں۔ اس طرح متوسط طبقہ کے سرمایہ سے متوسط طبقہ سمیت سب غریبوں کی کھال کھینچی جاتی ہے۔ اگر بینک انٹرسٹ کے ذریعےبینک کے کھاتہ داروں کو کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کروڑوں غریب عوام کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے ، جن کو باندھ کر سرمایہ داروں کے آگے ڈال دیا جاتا ہے۔

حرفِ آخر:مال سے محبت کرنا انسان کی فطرت میں شامل ہے ۔اللہ اور اللہ کا رسول چاہتے ہیں کہ انسان صرف جائز طریقے سے مال کمائے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان ناجائز طریقے سے مال کمائے اور کھائے ۔اللہ کے رسول نے فرمایا: تم لوگ تجارت کیا کرو۔ تجارت میں بڑی برکت ہے ۔شیطان کہتا ہے کہ تمہیں تجارت اور دکانداری کا کوئی تجربہ نہیں ہے ۔تجارت کرو گے تو تمہاری جمع پونجی سب برباد ہو جائے گی ۔کسی کے ساتھ کاروبار میں شراکت کرو گے تو خجل خوار ہونے کے علاوہ تمہارا شراکت دار ،تمہارا سرمایہ ہڑپ کر جائے گا۔ مال کمانے اور مال کو بڑھانے کا آسان ترین اور محفوظ ترین طریقہ صرف یہ ہے کہ کسی بینک میں اپنا فالتو سرمایہ جمع کرا دو اور گھر بیٹھے مزے سے سود کھاؤ ۔ سرمایہ بھی محفوظ اور آمدنی

بھی شروع۔ سرمایہ داروں نے مال بڑھانے کے اس طریقے کو پلے باندھ رکھا ہے ۔ کیونکہ مال بڑھانے کے باقی سب طریقے اس کے سامنے ہیچ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ سود نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔ شاید یہ چند سطور کسی کو ہدایت کی راہ دکھا دیں۔

وَمَا تَوْ فَیْقِیْ اِلَّا بِا للهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمْ

21/7/2024